اسلامی اندلس میں کتبخانے اور شائقین کتب

(۳)

احمد خان (مترجم)

کتابیں جمع کرنے کا کام مردوں تک محدود نہ تھا عورتیں بھی اس میں برابر کی شریک تھیں۔ بعض حضرات نے سمجھا ہے کہ اندلسی عورتیں بہت نازک تھیں، آرام و آسائش کی دلدادہ، گھر میں بند رہتیں اور عبیر و عنبر کے ماحول سے باہر قدم نہیں رکھتی تھیں، ہمیشہ لذات کے خواب میں محو رہتیں۔ مگر اندلس کی تمام عورتوں پر یہ بات چسپاں نہیں کی جاسکتی۔ ان کی تو ایسی حالت بھی نہ تھی جیسی کہ ریکاردو دی بیری (Recordo de Beri) کتابیں جمع کرنے والے ایک مشہور و معروف انگریز نے، جو تیرھویں صدی عیسوی میں ہو گزرا ہے، مذہبی آدمیوں اور عورتوں کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہی ہے:

"آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ مذہبی لوگوں کے گھروں سے کتابیں بالجبر نکال دی گئی ہیں جہاں وہ وراثت میں چلی آرہی تھیں اور یہیں ان کی جگہ متصور ہوتی تھی۔ پہلے آپ ان کے ہاں کم از کم ایک کمرہ ایسا پاتے تھے جس میں کتابیں موجود ہوتیں۔ مگر اب زمانے کی ستم ظریفی دیکھئے، کتابوں کو گھر سے باہر پھینک دیا گیا ہے تاکہ ان کی جگہ کتے لیں یا شکاری پرندے رہیں، اور بعض اوقات یہ مکروہ حیوان جسے عورت کا نام دیا جاتا ہے اور جس سے مذہبی لوگوں کا اختلاط مناسب نہیں ہے، جونہی علم کے دشمن اس حیوان کی نظر مکڑی کے جالوں میں گھری ہوئی کتابوں پر پڑتی ہے، تو ان کی غلیظ گالیوں

سے تواضع کرتی ہے اور کوشاں رہتی ہے کہ ان کی جگہ ریشمی،
جاذب نظر کپڑے یا کسی دوسری چیز کو رکھ دے چاہے وہ بے فائدہ
ہی کیوں نہ ہو،، (۱)

ریکاردو نے اپنے زمانے کی انگریز عورتوں کی جن صفات کا ذکر کیا ہے وہ اندلسی عورت پر کسی طرح منطبق نہیں ہوتیں، البتہ قرطبہ کے بہت اونچے یا بہت نیچے طبقے کی کچھ عورتیں اس قسم کی تھیں ۔

عورتوں کے لئے یہ امر بہت آسان تھا کہ وہ خط، عربی زبان و گرامر اور اس کے علاوہ شعر کہنا بھی سیکھ لیں، جیسا کہ بعض عورتوں نے الحکم کے عہد کی مشہور کاتبہ لبنی سے سیکھا ہے ۔ اسی عہد میں فاطمہ بہت عمدہ خط میں نہایت اطمنان و سکون کیساتھ کتابیں نقل کیا کرتی ۔ اس نے نہایت پاکیزہ زندگی بسر کی اور اس عہد کی بعض تحریرات کی رو سے کہا گیا ہے کہ اس نے زندگی بھر شادی نہیں کی ۔ قرطبہ کے متمدن طبقہ کی عورتوں میں بھی کئی صاحبات کتابوں سے شغف رکھتی تھیں، جیسا کہ ایک بہت بڑے خاندان کی فرد عائشہ بنت احمد بن محمد بن قادم (متوفی ۴۰۰ھ) تھیں ۔ علم و ادب کی محبت نے ان صاحبہ کو تجرد کی زندگی گزارنے پر راغب کیا، اور پھر اسی حالت پر قائم رہیں ۔ جوانی ہی میں وفات پائی مگر اس وقت تک متجرد ہی تھیں ۔ عربی شاعری فصاحت اور قدرت کلام میں مثال سمجھی جاتی تھیں ۔ انہوں نے کئی کتابیں اپنے ہاتھ سے نقل کی ہیں ۔ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابوں اور قرآن مجید کے نسخوں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جا تا تھا ۔ کتابوں سے اس حد تک شغف نے ایک کتب خانہ قائم کرنے پر مجبور کردیا، جو قرطبہ میں اس وقت کے مشہور کتب خانوں میں سے ایک تھا(۲) ۔ اس کے

---

(۱) J. Simonet : Historia de los Mozarabes de Espana. Madrid, 1903.

(۲) ابن بشکوال ، کتاب الصلة. ج ۲ ص ۶۵۴ ت ۱۵۳۱ .

علاوہ امام عبدالرحمن بن محمد الناصر لدین اللہ کی لونڈی راضیہ کا نام بھی لیا جاسکتا ھے۔ یہ عموماً نجم کے نام سے پکاری جاتی تھی، اسے الحکم نے اپنے باپ سے آزاد کروایا تھا اور اس کے ساتھ لبیب کی شادی کرا دی تھی۔ کچھ کم سو سال کی عمر میں اس نے ۴۲۳ھ میں وفات پائی۔ اس نے اپنی بعض کتابیں ابو محمد بن خزرج کے حوالے کردیں تھیں(۳)۔ اسی طرح خدیجه بنت جعفر بن نصیر بن التمار التمیمی نے اپنی کتابیں اپنی بیٹی کے ھاں رکھوا دی تھیں جو أبو محمد بن أسد فقیه سے تھی(۴)۔

چھوٹے طبقے کی عورتوں میں کتابیں جمع نه کرنے کا رجحان کتابوں سے نفرت و کراھیت کی وجه سے نه تھا، بلکه اس کے برعکس امر واقعه یه تھا که بیسیوں عورتوں نے قرآن اور عبادات سے متعلق کتابیں لکھنے کا مشغله اختیار کر رکھا تھا۔ اس طرح لکھ کر وہ انہیں وراقین کے ھاں بیچ دیتیں۔ ان عورتوں کا خط عمدہ ھوتا تھا اس کے علاوہ مردوں کی نسبت وہ سستے داموں لکھنے کا کام کر دیتی تھیں۔ عبدالواحد المراکشی نے ابن فیاض کی قرطبه سے متعلق کتاب میں سے نقل کیا ھے که ''قرطبه کے صرف مشرقی حصه میں ایک سو ستر (۱۷۰) عورتیں قرآن مجید کو خط کوفی میں لکھا کرتیں،،(۵)۔ اس سے آپ اندازہ لگائیے که باقی حصوں میں ایسی عورتوں کی کتنی تعداد ھوگی۔ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ھے جو بلاد اسلامیه میں سب سے زیادہ لکھی اور پڑھی جاتی ھے۔ کیونکه طلباء اسے مدارس میں پڑھتے ھیں، لوگ گھروں میں تلاوت کرتے ھیں، اور اسے مساجد میں بھی پڑھا جاتا ھے۔ اس لئے قرآن مجید کے نسخے دوسری کتابوں کی نسبت کتابت، شکل، انداز خط اور غلاف وغیرہ کے لحاظ سے عمدہ ھوتے ھیں۔ قرآن کریم کے لکھنے کے لئے

---

(۳) ابن بشکوال : ج ۲ ص ٦٥٥ ت ۱۵۳۴۔

(۴) ابن بشکوال : ج ۲ ص ٦٥۴ ت ۱۵۳۲۔

(۵) عبد الواحد المراکشی : المعجب فی تلخیص أخبار المغرب ۔ ط القاهرة ، ۱۹۴۹ء۔ ص ۳۷۲ ۔

نساخ ہمیشہ تیار ملتے، چاہے اس طرف ان کی توجہ کا سبب اس کام میں نفع ہوتا یا قرآن سے برکت کا حصول۔ ہم ذیل میں ایسے حضرات کا ذکر کر رہے ہیں جن کا شغف قرآن مجید لکھنا اور اس پر باقی کام کرنا رہا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قرطبہ کے محمد بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل ابن أبی الفوارس تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ قرآن کریم لکھنے والے شمار ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ دو ہفتوں یا اس کے قریب دنوں میں ایک قرآن لکھ لیتے تھے(۶)۔ أبو القاسم خلف بن سلیمان، جو ابن الحجام کے نام سے مشہور تھے، قرآن کی تنقیط * کرنے میں بہت ماہر تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ یہ صاحب علم قرأت کے عالم تھے۔ قرطبہ میں ان کا انتقال ۳۹۷ھ میں ہوا ہے(۷)۔ قرطبہ ھی کی عائشہ بنت احمد بہت خوبصورت خط میں قرآن کریم لکھا کرتی(۸)۔ أبو اسحاق ابراھیم بن مبشر بن شریف البکری قرطبہ میں اپنی دوکان کے اندر جو جامع مسجد کے قریب تھی، طلباء کو قرآن کی تنقیط کا کام سکھایا کرتے۔ ان صاحب نے علم قرأت مشرق میں بڑے بڑے علماء سے سیکھا تھا(۹)۔ طلیطلہ کا باشندہ نصرالمصحفی قرآن کی تنقیط میں ممتاز سمجھا جاتا تھا، بلکہ یہی پہلا شخص ہے جس نے اس کام کو تنقیط کا عنوان دیا تھا(۱۰)۔ شذونہ کے رہنے والے محمد بن وضاح، جو بڑے صالح اور زاھد تھے، قرآن لکھا کرتے تھے۔ ان کا انتقال ۳۶۳ھ میں ہوا ہے(۱۱)۔

---

(۶) ابن الابار: التکملة لکتاب الصلة. ج ۱ ص ۳۷۳ ت ۱۰۱۶۔

* ورق پر کسی روشنائی یا سونے کے باریک باریک نقطے ڈالنا۔ یہ عمل خوبصورتی کے لئے کیا جاتا تھا۔

(۷) ابن بشکوال: کتاب الصلة. ج ۱ ص ۱۵۸ ت ۳۵۹۔

(۸) المقری: نفح الطیب. ج ۲ ص ۶۳۱۔

(۹) ابن بشکوال: کتاب الصلة. ج ۱ ص ۸۹ ت ۱۹۳۔

(۱۰) ابن الابار: التکملة لکتاب الصلة. ج ۲ ص ۷۴۴ ت ۱۸۵۰۔

(۱۱) ابن الفرضی: تاریخ العلماء والرواة للعلم بالاندلس. ج ۲ ص ۷۵ ت ۱۳۰۶۔

مالقه کے ابن مفصل جو بہت ہی پرہیزگار تھے، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ستر قرآن کریم اپنے ہاتھ سے لکھے تھے۔ یہ صاحب قرآنی آیات کے علاوہ کوئی چیز لکھنے سے انکار کر دیا کرتے تھے (۱۲) ۔

بتایا گیا ہے کہ اندلس میں بعض مصاحف بہت مشہور تھے۔ ابن خلیل السقونی کہتے ہیں کہ انہوں نے اشبیلیه کی ایک مسجد میں قرآن کا چوتھا جزء ایسے خط میں لکھا ہوا دیکھا جو کوفی سے مشابہ تھا۔ أبو الحسن بن طفیل نے بتاکید بتایا ہے کہ یہ ابن مقله کا خط تھا(۱۳)۔ ابن خلیل نے خود وادی الحجارة میں ایک مصحف دیکھا تھا جس کے آخر میں یہ تحریر تھا: ''میں نے ایک ہی مرتبہ تراشے ہوئے قلم سے یہ قرآن مجید لکھا ہے''(۱۴)۔ سب سے زیادہ مشہور وہ مصحف تھا جو قرطبه کی جامع مسجد میں محفوظ پڑا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مصحف عثمان تھا۔ اسے بہت مقدس سمجھا جاتا اور صرف جمعه یا خاص خاص تقاریب کے موقع پر محفوظ جگه سے باہر نکالا جاتا۔

ابن بشکوال کے قول کے مطابق یہ مصحف عثمان اس جامع مسجد میں ۵۵۲ھ تک محفوظ رہا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ موحدین تبرکاً اس مصحف کو سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے(۱۵)۔ بالآخر یہ مصحف ۷۳۷ھ میں تلمسان شہر میں شاہی کتب خانے میں دیکھا گیا ہے۔ وہاں سے پھر پرتگال منتقل ہوا۔ یہاں تک کہ ۷۴۰ھ میں فاس کے ایک تاجر کے ہاتھ لگا۔ [اس کے بعد اس کے بارے میں علم نہ ہوسکا کہ کدھر گیا۔] بعض دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ ابن حمدیس کے عہد میں جب مسیحی لوگ

---

(۱۲) ابن الخطیب: الاحاطة فی أخبار غرناطة (مخطوطه در مدرید) ج ۱ ورق ۳۶؛ ج ۲ ورق ۱۶۸.

(۱۳) المقری: نفح الطیب. ج ۲ ص ۶۴۱.

(۱۴) ایضاً.

(۱۵) عبد الواحد المراکشی: المعجب فی تلخیص أخبار المغرب. ص ۲۵۳.

قرطبه پر قابض ہوئے تو انہوں نے جامع مسجد قرطبہ کے تمام مصاحف جلا دئے تھے، جن میں یہ مصحف عثمان بھی تھا(۱۶)۔

قرطبہ کی گھنی آبادی میں صرف مسلمان ھی نہیں بستے تھے بلکہ عیسائی بھی رہتے تھے، جن کے گرجے، پادری اور لاٹ پادری سبھی یہیں رہتے تھے۔ اس وقت کی روایات اور ماحول کے مطابق انہیں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں مکمل طور پر آزادی حاصل تھی۔ ان اُمور کی نشاندھی ایک بہت بڑے مسیحی مستعرب: البارو قرطبی کا وثیقہ کرتا ھے، جس کا ذکر اس نے اپنی کتاب Indiculus Luminosus میں کیا ھے، وہ کہتا ھے:

''میری قوم کے بہت سے لوگ عرب شعراء کا کلام اور ان کے ادبی افسانے پڑھتے ھیں ۔ مسلم فلاسفروں اور فقہاء کی کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرتے ھیں ۔ اس سے ان کا مقصد یہ نہیں ھوتا کہ ان کا جواب دیں یا ان میں نقص نکالیں، بلکہ یہ تو فصیح عربی کی عمدہ عبارات اور تعبیرات سیکھنے کے لئے کیا جاتا ھے ۔ اور ھاں تمام نوجوان اور سمجھ دار عیسائی عربی زبان و ادب سے بخوبی واقف ھیں ۔ وہ صرف عربی کتابیں پڑھنے کا شوق ھی نہیں رکھتے بلکہ بڑے بڑے کتب خانے قائم کرنے میں ڈھیروں مال و دولت خرچ کرتے ھیں اور ھر موقع پر علانیہ اس امر کا پرچار کرتے ھیں کہ عربی اُدب واقعی دلچسپ ھے ۔

''اموی خلفاء کی مہربانی و عنایات کی بدولت سرکاری اُمور میں کافی عیسائی لوگ عمل و دخل رکھتے ھیں انہیں ان کے کاموں سے ہٹایا نہیں گیا، یہاں تک کہ جو شاھی محل میں ملازم تھا وہ اب بھی وھیں کام کرتا ھے ۔ ان کی یہ مہربان پالیسی اب پھل لائی ھے کہ خلفاء

---

(۱۶) المقری: نفح الطیب. ج ۱ ص ۳۹۸؛ الادریسی: نزهة المشتاق (وصف افریقیة و اسپانیا) ط ڈوزی ص ۲۶۰.

اس امر سے بخوبی واقف ہوگئے ہیں کہ کس طرح بپھرے ہوئے انسانوں کو قابو میں لایا جاسکتا ہے، اور ان دونوں مذہبوں (اسلام اور عیسائیت) میں تصادم کو کس طرح روکا جا سکتا ہے ۔ صرف نظر اس سے کہ ابتداء میں اندوہگیں اور افسوسناک واقعات رونما ہوئے جب قرطبہ کی گلیوں میں خون بہایا گیا تھا *

وہ یہودی بھی، جن کا ان لوگوں کے درمیان رہنا مقدر ہو چکا تھا، اس وقت عمومی زندگی بسر کررہے تھے ۔ ان کے مدارس اور عبادت گاہیں پوری طرح آزاد تھیں اور وہ اس طرح پھل پھول رہے تھے جس طرح ان کے دوسرے بھائی مشرقی ممالک میں ۔ ان کے یہ سب امور خلیفہ الحکم کے طبیب خاص: حسدای کے زیرنگرانی چل رہے تھے ۔ ہمیں علم ہے کہ یہ لوگ نہ صرف عربی لکھتے پڑھتے بلکہ عربی کتابوں پر مشتمل کتب خانے قائم کرتے تھے ۔ بادیس بن حبوس غرناطی کا یہودی وزیر یوسف بن اسماعیل اپنے عہد کے اسلامی اسپین میں کتابوں کے شائقین اور جمع کرنے والے مشہور ترین لوگوں میں شمار ہوتا تھا ۔ اس کا کتب خانہ چند مشہور و معروف کتب خانوں میں سے ایک تھا(۱۷) ۔

نئی نسل کا ایک بڑا حصہ ان لوگوں سے بری طرح متاثر ہوا جو انتہا پسند تھے، اور ان کا تعلق قطلونیوں، فرانسیسیوں، مباردیوں اور کالبریا کے لوگوں سے تھا ۔ اس تاثر نے ان میں سے بعض کے لئے یہ گھٹیا صورت حال پیدا کردی کہ وہ حریم شاہی میں خادم بن گئے ۔ مگر ان کے ساتھ، یہ لازمی احتیاط برتی گئی کہ شریف عورتوں کے وقار کو ان سے کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے ۔ ان کی تعلیم و تربیت اس نہج پر کی جاتی کہ وہ بعد میں ادباء کے زمرے میں

---

* مسلمانوں کے قرطبہ میں دخول کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۷) ابن الخطیب : الاحاطة فی اخبار غرناطه (ط القاهرة) ص ۴۴۷؛
Munk : Melanges de Philosophie juive et Arabes. Paris, 1955. p. 480.

شامل ہوکر ان کی تعداد میں اضافہ کرسکیں ۔ یہ لوگ شعر کہتے، عربی میں لکھا کرتے اور کتب خانے قائم کیا کرتے ۔ اس سے آپ ملاحظہ فرمائیں کہ کتاب سے ان کی محبت کس درجہ تک قائم ہوجاتی تھی(۱۸) ۔

یہ جذبہ سب سے پہلے بڑے لوگوں میں پیدا ہوا ۔ اس کے بعد ان کی طرف منتقل ہوا جو ان سے مشابہت رکھنا چاہتے تھے، جیسا کہ ہوا کرتا ہے اور آجکل بھی ہو رہا ہے۔ بعض اوقات ان مجنونی شائقین کتب کا علماء کرام میں کتابیں جمع کرنے والوں کے ساتھ بڑا سخت مقابلہ بھی ہو جاتا تھا ۔ ہم مشہور سیاح اور کتابوں کے جمع کرنے والے الحضرمی کے اس واقعے کو بیان کرتے ہیں، جو انہوں نے قرطبہ میں اپنی سیاحی کے دوران ایک دوکان پر دیکھا تھا، جہاں کتابوں کی فروخت نیلام عام کے ذریعہ ہو رہی تھی، وہ کہتے ہیں :

”میں ایک مرتبہ قرطبہ میں ٹھہرا اور کچھ وقت کے لئے کتابوں کے بازار میں گیا تاکہ میرے مطلب کی کوئی کتاب ملے تو لے لوں ۔ اس تلاش میں میں نے ایک اچھی اور عمدہ پیرائے میں لکھی ہوئی کتاب دیکھی ۔ میں بہت خوش ہوا ۔ وہ نیلام ہو رہی تھی ۔ میں بھی بڑھ کر بولی دینے لگا ۔ مگر دوسری جانب سے بولی میں بس نہیں ہو رہی تھی ۔ یہاں تک کہ اس کی قیمت بہت زیادہ ہوگئی ۔ میں نے دلال سے کہا کہ اس شخص کو مجھے بھی دکھائیں جو اس کتاب کی بولی بڑھا رہا ہے ۔ اس نے مجھے امیرانہ ہیئت کا ایک شخص دکھایا ۔ میں نے اس شخص سے کہا : ”اللہ ہمارے فقیہ کی عزت قائم رکھے ۔ اگر آپ کو اس کتاب کی اشد ضرورت ہے تو میں آپ کے لئے چھوڑ دیتا ہوں کیونکہ اس کی قیمت ہماری وجہ سے بہت بڑھ چکی ہے ۔ اس نے جواب دیا : ”میں کوئی فقیہ نہیں ہوں اور نہ مجھے علم ہے کہ اس کتاب میں

Dozy, R. : Histoire des Musulmans en Espagne. Vol. III, p. 61. (۱۸)

کیا ہے۔ لیکن بات دراصل یہ ہے کہ میں نے ایک کتب خانہ قائم کیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ وہ اپنے شہر کے بڑے لوگوں کے کتب خانوں سے زیادہ خوبصورت ہو۔ اس کتب خانہ میں اس کتاب کے حجم کے برابر جگہ خالی ہے۔ میں نے جب اس کتاب کا خط بہت عمدہ پایا اور جلد بہت خوبصورت دیکھی تو اسے خریدنے کا ارادہ کرلیا، اور اس امر کی پروا نہ کی کہ قیمت کتنی بڑھ جاتی ہے۔ اللہ نے جو کچھ دے رکھا ہے اس کا شکر ہے اور وہ کافی ہے۔،، الحضرمی نے کہا مجھے غصہ آیا اور میں یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ :'' ہاں تیرے جیسے لوگوں کے پاس ہی تو اس قدر دولت ہوتی ہے، اور مجھ جیسے کے پاس جسے علم ہے کہ اس کتاب میں کیا ہے اور اس کتاب سے استفادہ کرنا چاہتا ہے، دولت واقعی کم ہوگی،، میری کم مائیگی نے اس مقابلے کو ختم کر دیا ''۔

مؤرخ ابن سعید جس سے ہم نے یہ طویل اقتباس نقل کیا ہے، کہتا ہے کہ : اس نے اپنے والد سے سنا ہے کہ صرف ایک شہر قرطبہ میں پورے اسپین سے زیادہ کتابیں تھیں اس کے باشندے کتب خانے قائم کرنے میں دوسرے لوگوں سے زیادہ شوقین تھے۔ اس طریقے سے یعنی کتب خانہ قائم کرنے سے ایک عام آدمی بہت اہم شخصیت بن جاتا تھا یہاں تک کہ عام لوگ، جنہوں نے علم بھی حاصل نہیں کیا تھا، ان کے گھر بھی کتب خانوں سے خالی نہ ہوتے، اور وہ بھی ایسے کتب خانے جن میں عمدہ اور منتخب کتابیں جمع ہوتیں ۔ یہی وجہ ہے کہ اس بات کا لوگوں کے دلوں پر گہرا اثر ہوتا جب یہ کہا جاتا کہ فلاں شخص کے پاس کتب خانے میں فلاں کتاب کا واحد نسخہ موجود ہے۔ یا یہ کہ فلاں کے کتب خانے میں فلاں مشہور کاتب سے لکھوا کر نسخہ رکھا ہوا ہے(۱۹)۔

---

(۱۹) المقری : نفح الطیب۔ ج ۱ ص ۳۰۲۔

میرے خیال میں قرطبہ کے سوق الوراقین میں کتابوں کی کثرت اور عام ہونے کی حالت کی جو تصویر اوپر کھینچی گئی ہے، اس سے اچھی حالت اس دور میں بالکل ناممکن تھی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس شوق نے عوام کے دلوں میں کیسی ہل چل مچا رکھی تھی کہ وہ علم کی خاطر نہیں بلکہ امارت کے اظہار کی خاطر کتابیں جمع کرتے تھے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک صحیح جذبے کے تحت کتابیں جمع کرنے والا ایک کتاب کی سخت احتیاج کے باوجود اسے نہ خرید سکا، کیونکہ وہ کتاب ایک دوسرا شخص خرید رہا تھا جس کا مقصد اس کتاب کو اپنے گھر میں سجانے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اس واقعے سے ایک اجنبی کے دل میں جو حیرت پیدا ہوئی ہے، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس شخص نے اپنے ہاں کبھی اس قسم کا واقعہ نہیں دیکھا تھا۔

قرطبہ میں سالانہ کتنی کتابیں نقل ہوتی تھیں، اس کا حساب انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ ویسے اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اگر طلباء سے حساب لگایا جائے تو یہ جان لیجئے کہ پانچ ہزار سے چھ ہزار تک طلباء زیر تعلیم رہتے تھے۔ یہ بھی خیال رہے کہ ان طلباء کو سال میں کئی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ علاوہ بریں سینکڑوں عورتیں مصاحف اور کتب عبادات کے لکھنے میں منہمک رہتیں۔ ان میں سے بعض تو دو ہفتوں میں ایک قرآن کریم مکمل لکھ لیتی تھیں۔ مزید برآں کئی وراقین کے ہاں نساخ بیٹھے نقل کرنے کا کام أجرت پر کرتے رہتے تھے۔ بڑے بڑے اور خاص کتب خانوں میں اپنے طور پر نساخ نقل کا کام کرتے تھے۔ ان سب کی مجموعی کوشش سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بلا مبالغہ ہر سال قرطبہ میں سات اور آٹھ ہزار کے لگ بھگ کتابیں نقل ہوتی تھیں۔

ابن بشکوال نے قرطبہ کے ایک عالم عبدالملک بن زیادۃ اللہ بن علی ابن حسین بن محمد بن أسد التمیمی کے حالات زندگی لکھتے ہوئے وہ أشعار بھی نقل کئے ہیں جو عبدالملک نے اپنے گرد ایک ہزار طلباء کے جمگھٹے پر خوش

ہوکر کہے تھے۔ جب انھوں نے یہ شعر کہے تو ہر ایک طالب علم کے پاس قلم و دوات تھی اور انھوں نے یہ شعر لکھ لئے :

میرے گرد جمع شدہ ایک ہزار قلمیں مجھ سے ''حدثنی،، اور کبھی ''أخبرنی،، لکھتی ہیں ۔ یہ قلمیں اس امر کا اعلان کررہی ہیں کہ یہ عزت بغیر محنت حاصل ہونے والی چیز نہیں ہے ۔

موصوف عبدالملک ۱۶ ذی‌الحجہ ۳۹۶ھ کو پیدا ہوئے اور ربیع‌الآخر ۴۵۷ھ میں اس دار فانی سے رحلت فرماگئے(۲۰) ۔

کتابیں نقل کرنے اور ان کی جلدیں بنانے میں اسپینی مسلمانوں کی مہارت کی شہرت مشرق تک پہنچ چکی تھی جس کا ذکر المقدسی نے اپنی کتاب : احسن التقاسیم میں نہایت خوبی سے کیا ہے(۲۱) ۔

کتابوں کی یہ تعداد موجودہ عہد کی کتابوں کے مقابلے میں تو بلاشبہ کم ہے مگر یہی تعداد حیران کن ہے جب ہم اس کا مقابلہ اس وقت کے حالات کو مد نظر رکھ کر کریں جب مطبع نہیں تھا، اور کتابیں ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں ۔ [اندازہ لگا یا گیا ہے کہ] پورے براعظم یورپ میں اس قدر کتابیں نقل نہیں ہوتی تھیں [جو صرف ایک شہر قرطبہ میں نقل ہوتیں] ۔ اگر ہم یہ کہیں کہ تب اندلس کے کتب خانے، شائقین کتب اور کتابوں کی تعداد اس وقت کے مقابلے میں زیادہ تھے، تو یہ امر حقیقت سے متجاوز نہ ہوگا ۔ مثلاً اسپین کے دو بڑے شہر سرقسطہ (Saragoza) اور بلنسیہ (Velencia) جو اس وقت آبادی کے لحاظ سے پہلے کی نسبت کافی زیادہ ہیں ان میں انیسویں صدی عیسوی کے آواخر میں جب ادبی تحریک بہت پھیل چکی ہے، صرف چار کتب خانوں کا پتہ چلتا ہے جو مطبع کی ایجاد کے بعد قائم ہوئے ہیں ۔ (جاری)

---

(۲۰) ابن بشکوال : کتاب الصلۃ. ج ۱ ص ۳۴۴ ت ۷۷۲ ۔

(۲۱) المقدسی : احسن التقاسیم. ط دی غویہ ص ۲۳۹ ۔